مولانا محمد امجد تھانوی *

اسلامی نظام اور مواخات......ایک عملی نظریہ

مغربی مصنفوں نے سلطنت اور نظامِ سلطنت پر جو کتابیں ترتیب دی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ معلومات کا رخ دنیا بھر کے نظام ہائے حکومت کی طرف ہے مگر معمولی غور و فکر کے بعد ہی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ہر مصنف تنگ نظری کے ساتھ ایک بہت ہی محدود دائرہ میں خامہ فرسائی کر رہا ہے اور اس کا مقصد صرف یونان و روما کے قوانین کی تعریف و توصیف کے بعد موجودہ یورپ کے نظر فریب قوانین اور ضابطوں کی تشریح و ترتیب ہے۔ حالانکہ یورپ کے بہت سے مستشرقین مختلف انداز میں اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں کہ عصر حاضر کی علمی، صنعتی، فنی، سیاسی اور اجتماعی تنظیمات اسلامی دور کے اجتماعی عوامل کا ناگزیر نتیجہ ہیں۔ اس میں کچھ کوتاہی ہماری بھی ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ہم نے کوئی اسلام کا تفصیلی نظام حکومت مرتب نہیں کیا۔ مسلمانوں نے سالہا سال سے اجتماعی میدان کو دوسری طاقتوں کے ہاتھوں میں چھوڑ رکھا ہے۔ علمی دائرہ میں الٰہیات کی درس و تدریس ہمارا اصل نصب العین تھا اس کیلئے ہم نے قابل تعریف کوشش کی لیکن ہمارے افکار و اعمال کی جولانگاہ میں اجتماعیات کو وہ درجہ حاصل نہ ہو سکا جس کا وہ محتاج تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جب ہمارے اجتماعی اقتدار کے عالمگیر اختیارات ختم ہو گئے اور بیرونی دباؤ زیادہ ہو گیا تو ہمارے کچھ علماء کو مذہب اور سیاست کے درمیان مصنوعی فرق پیدا کرنے کیلئے اپنے مجبور و معذور ہاتھوں سے خط کھینچنا پڑا۔ اس کے نتیجہ میں اسلام کا نظام حکومت اور اس کے متعدد بنیادی امور ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو کر قصہ پارینہ بن گئے جن میں سے ایک نظام مواخات ہے۔ اس اہم پہلو سے روگردانی کا نتیجہ ہماری آنکھوں کے سامنے عصبیتوں کے عفریت کی شکل میں جلوہ گر ہو رہا ہے اس سے محفوظ رہنے کیلئے اب بھی وقت ہے کہ ہم اسلام کے نظام اخوت کو اپنے اندر جاری کریں۔

اخوت کی اہمیت :

اخوت کی اہمیت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

---

* ریسرچ اسکالر کلیہ معارف الاسلامیہ کراچی یونیورسٹی۔ کراچی

"واعتصمو بحبل اللہ جمیعاً ولاتفرقوا .... لعلکم تھتدون" (۱)

ترجمہ : سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو کہ جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمھارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے۔ شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آجائے۔ سورۃ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

"انما المومنون اخوۃ فاصلحوابین اخویکم واتقوااللہ لعلکم ترحمون" (۲)

ترجمہ : بے شک مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو۔ امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائیگا۔

مواخات عملی مظاہرہ :

مواخات مادی ماحول میں ایک رہنما تجربہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ذریعہ اسلام کی نرمی اور لچک کی ایک مثال قائم کی اور اسے دلوں کی تالیف اور احساسات و جذبات کو سنوارنے کا ایک ذریعہ بنایا۔ اس کے ذریعے مہاجرین کی مالی اور معاشرتی تعلقات کی تنظیم کی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اخوت کو ایک حقیقی ذمہ داری کے طور پر پیش کیا جو انصار و مہاجرین کے درمیان قائم تمام تعلقات پر حاوی تھیں۔

یہ قبائلی عصبیت اور قابل نفرین انانیت سے سچی اخوت اور پر خلوص محبت کی طرف ایک جست تھی۔ اسلام سے قبل عربوں میں گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون کرنا ان کے نزدیک نیکی اور خداترسی کے کاموں میں تعاون کرنے سے زیادہ موزوں اور قابل ترجیح تھا۔ اس لئے ہر شخص اپنے قبیلے کا پیرو ہوتا تھا خواہ صحیح راستہ پر ہو یا غلط راستے پر۔ دلوں میں بیٹھی ہوئی غلاظت اور عصبیت کے درمیان اسلام نے تمام اہل ایمان کو بھائی بھائی قرار دے دیا۔ اور سرور کائنات ﷺ کو اس نئے معاشرے کی عمارت میں بنیاد کے پتھر کی حیثیت دی ہے۔

بلاذری نے لکھا ہے کہ :

"نبی اکرم ﷺ نے مکہ میں ہجرت سے قبل مسلمانوں کے درمیان حق اور ہمدردی کی بنیاد پر مواخات کرائی چنانچہ آپ نے حمزہؓ اور زید بن حارثہؓ' ابو بکرؓ اور عمرؓ' عثمانؓ بن عفانؓ اور عبدالرحمان بن عوفؓ' زبیر بن العوامؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ' عبیدہ بن الحارثؓ اور بلال حبشیؓ' مصعب بن عمیرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ' ابو عبیدہ بن جراحؓ اور سالمؓ مولی ابو حذیفہ' سعید بن زیدؓ اور طلحہ بن عبید اللہؓ اور اپنے کو علی ابن ابی طالبؓ کو بھائی بھائی قرار دیا" (۳)

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے :

"ابن عبدالبر نے فرمایا کہ مواخات دو مرتبہ ہوئی۔ ایک مرتبہ مہاجرین کے درمیان مکہ میں ہوئی اور دوسری مرتبہ مہاجرین اور انصار کے درمیان ہوئی۔

اسلام کے ماننے والوں کے درمیان ایک رابطے کی حیثیت سے اسلامی اخوت کا آغاز مکی عہد سے ہو گیا تھا۔ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو ان کا عالم یہ تھا کہ وہ مکہ میں اپنے اہل و عیال' دوست و احباب' مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر آئے تھے اور ان کے تعلقات اپنے رشتہ داروں سے کٹ گئے تھے جس سے ان کے دلوں میں تنہائی' وحشت اور اشتیاق وطن کے احساسات پیدا ہو رہے تھے۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ :

"صحابہ کرامؓ جب مکہ سے مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان مواخات کرائی تاکہ ان کے دلوں سے وطن سے دور ہونے کی وحشت ختم ہو اور اہل و عیال اور رشتہ داروں سے کٹ جانے کے نتیجے میں ان کے دل جو اچاٹ ہو گئے ہیں مانوس ہو جائیں اور باہم ایک دوسرے کی مدد کریں"۔ (۴)

ابن ھشام کی روایت ہے کہ :

"رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کرائی اور دو دو صحابہ بھائی بھائی بن گئے۔ پھر آپؐ نے علی بن ابی طالبؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ اور علی بن ابی طالبؓ بھائی بھائی بن گئے۔ اسی طرح عم رسول حمزہؓ ابن عبدالمطلب اور زید بن حارثہؓ بھائی بھائی بن گئے۔ جعفر بن ابی طالب اور قبیلہ بنو مسلمہ کے صحابی معاذ بن جبلؓ بھائی بھائی بن گئے (۵)۔ آپ ہی کی روایت کے مطابق درج ذیل صحابہؓ کے درمیان بھی مواخات ہوئی۔

ابو بکر بن ابی قحافہؓ	خارجہ بن زہیرؓ
عمر بن الخطابؓ	عتبان بن مالکؓ
ابو عبیدہ بن الجراحؓ	سعد بن معاذؓ
عبدالرحمان بن عوفؓ	سعد بن الربیعؓ
زبیر بن العوام	سلاسہ بن سلامہ وقسؓ
طلحہ بن عبیداللہ	کعب بن مالکؓ
سعد بن زیدؓ	ابی بن کعبؓ
مصعب بن عمیرؓ	ابو ایوب خالد بن زیدؓ
ابو حذیفہ بن عتبہ	عباد بن بشرؓ
عمار بن یاسر	حذیفہ بن الیمانؓ

ابوذر غفاریؓ　　منذر بن عمروؓ　(۶)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ :

"عبدالرحمان بن عوفؓ ہجرت کر کے مدینے آئے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیعؓ کے درمیان مواخات کرادی۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا کہ میرا نصف مال تم لے لو اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک کو طلاق دے کر میں تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اہل وعیال میں برکت عطا فرمائے تم مجھے بازار کا راستہ بتادو۔ انہیں پنیر اور گھی میں کچھ منافع ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے کپڑوں پر زردی کے آثار دیکھے تو دریافت فرمایا عبدالرحمٰنؓ یہ کیا ہے ؟ عرض کیا : اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کرلی ہے۔ آپؐ نے فرمایا مہر میں کیا دیا ؟ عرض کیا ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی کا" (۷)

یہ مدرسہ اخوت کا اولین عملی مظاہرہ تھا۔ حضرت سعدؓ کی عالی ظرفی اور عبدالرحمٰن کی شرافت وبلند خیالی دونوں برابر درجہ رکھتی ہیں۔ حضرت سعدؓ کے مقابلے میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کی خودداری، حسن اخلاق اور اپنے بھائی کیلئے عدم استحصال کی عظمت کسی طرح کم نہیں تھی وہ ایک ماہر تاجر تھے چنانچہ نئی زندگی میں بھی انہوں نے اپنا راستہ نکال لیا اور تھوڑی ہی مدت میں وہ شادی کرنے اور ایک گٹھلی کے برابر سونا ادا کرنے پر قادر ہوگئے۔ بعد میں ان کی تجارت میں خوب برکت ہوئی اور ان کے پاس اتنی دولت ہوگئی کہ وہ مسلمانوں کے صاحب ثروت لوگوں میں شمار ہونے لگے۔ روزبروز بدلتے ہوئے معاشرے کی تشکیل میں اسلامی اخوت کے متعدد عملی مظاہر ہیں جن سے طرز عمل، ذمہ داریوں اور اخلاق واطوار کا تعین ہوتا ہے۔ عملی اعتبار سے اسلامی اخوت میں تین چیزیں شامل ہیں۔ تعاون، محبت وہمدردی اور ایک دوسرے پر زیادتی اور مخاصمت سے اجتناب کرنا۔

مواخات کی تنظیم و تبلیغ :

نبی اکرم ﷺ وقتاً فوقتاً ان معانی کو دلوں میں اتارتے رہتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا :

"ایک مومن دوسرے مومن کیلئے مثل عمارت کے ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط بناتا ہے۔ یہ فرماتے ہوئے آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا"۔ (۸)

ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آکر دست سوال دراز کیا۔ آپؐ نے فرمایا سفارش کرو، تمہیں بھی اجر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کی زبانی جو کرنا ہے وہ تو کرے گا ہی۔ (۹)

یہ تو مسلمانوں کے باہمی تعاون کے سلسلے میں آپ کی ہدایات تھیں۔ رہا محبت ومودت کا تعلق تو اس

سلسلے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

”مسلمانوں کی مثال باہم مودت ورحمت اور الفت میں ایک جسم کی ہے کہ جب اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کا تمام جسم بیداری اور بخار کی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے“۔(۱۰)

اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ مومن کے دل میں یہ اخوت جتنی راسخ ہو جائے گی اسی قدر وہ ایمان کی حلاوت بھی محسوس کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

”تین چیزیں جس کے اندر ہوں وہ ایمان کی حلاوت محسوس کرے گا ایک یہ کہ اللہ اور رسول ﷺ اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسری یہ کہ وہ کسی سے محض اللہ کیلئے محبت کرے۔اور تیسری یہ کہ کفر میں لوٹ جانا اسے اتنا ہی ناپسندیدہ ہو جتنا آگ میں گرنا(۱۱)

بخاری میں حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

”کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین یوم سے زیادہ عرصے تک ترک تعلق رکھے کہ دونوں اگر ملیں بھی تو منہ پھیر لیں ان سے بہتر وہ ہے جو سلام کے ذریعہ آغاز کرے“(۱۲)۔

یہ حدیث اخوت کی تنظیم کا ایک نمونہ ہے۔بسا اوقات دو مسلمانوں کے درمیان کسی معاملے میں ناراضی کے سبب تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں لیکن یہ ترک تعلق تین دن سے زیادہ نہیں رہنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان اختلافات کو دور کرنے کا ایک مناسب طریقہ بتایا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ :

”ایک دوسرے سے مصافحہ کرو کھوٹ دور ہو جائے گا اور ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو اس سے محبت پیدا ہوگی اور بغض و نفرت دور ہوگی“(۱۳) انصار کی اخوت اس وقت انتہا کو پہنچ گئی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آپ ان کے کھجوروں کے باغات کو ان کے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیں مگر آپ ﷺ نے ایسا کرنے کے بجائے یہ فرمایا کہ باغوں کی نگرانی کا کام انصار ہی کریں۔ البتہ کھجوروں میں مہاجرین کو شریک کرلیں۔ اسی طرح انصار نے اپنی ضرورت سے زائد جائیدادیں رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیں اور عرض کیا کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو ہمارے گھر بھی لے لیں۔ آپ ﷺ نے ان کے حق میں کلمات خیر کہے اور مہاجر ساتھیوں کیلئے انصار کی دی ہوئی زمینوں اور دوسری ویران زمینوں میں (جو کسی کی ملکیت نہ تھیں) مکانات بنوالے۔ اگر نیا معاشرہ زندگی اور روزی کے وسائل کے حصول میں اخوت اور عدل کی بنیاد پر قائم ہو تو اخوت کی بقاء اور اس کے نفاذ کی ضمانت کیلئے اور کیا چاہئیے۔ ایک حدیث میں ہے کہ :

”مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان و مال محفوظ سمجھیں اور مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں سے دور رہے“(۱۴)

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے عدل اجتماعی کے اصولوں کی بنیاد پر مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کرائی اور اس کے نفاذ کے ذریعے دنیا کا عظیم الشان اور دلکش معاشرتی نظام قائم ہوا...... اس اخوت اور عدل کے اصول و مبادی میں مسلسل ارتقاء ہوتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے بعد میں لازمی شرعی احکام و قوانین کی صورت اختیار کرلی مگر ابتداء میں وہ اولین بنیاد اخوت اسلامی پر قائم ہوئے۔ متعدد آیات کریمہ میں اس اخوت کی تنظیم اور ارتقاء کی دلکش تصویر کشی کی گئی ہے اور ان مراحل کا تذکرہ کیا گیا ہے جن سے یہ عظیم فکر جس کا آغاز مکہ مکرمہ سے ہوا تھا گزری ہے۔ سورۃ توبہ میں ارشاد فرمایا کہ :

"ان الذین امنو وھاجروا وجاھدوا ...... واللہ بما تعملون بصیر"(۱۵)۔

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑائیں اور اپنے مال کھپائے اور جن لوگوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی دراصل ایک دوسرے کے دلی ہیں رہے وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے مگر ہجرت کر کے (دارالسلام) نہیں آگئے تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں جب تک وہ ہجرت کر کے نہ آجائیں۔ ہاں اگر وہ دین کے معاملے میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے لیکن کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا معاہدہ ہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے۔ یہ آیات اخوت کی حدود، مسلم معاشرے کے افراد کے باہمی تعلقات اور دیگر معاشروں سے اس کے تعلقات کی نوعیت کو واضح کرتی ہیں اور ان تعلقات کو منظم کرنے والے احکام بیان کرتی ہیں۔ ان سے نئے معاشرے کا مزاج آشکارا ہوتا ہے اور وہ بنیادیں اور معیارات ابھر کر سامنے آتے ہیں جن کی روشنی میں روابط استوار کئے جاسکتے ہیں اس طرح اہل ایمان تین گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ مہاجرین، انصار اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت نہیں کی۔ ان آیات میں پہلے مہاجرین کا ذکر کیا گیا اس لئے کہ وہی اسلام کی اصل بنیاد ہیں انہوں نے رضائے الہی کے لئے اپنے وطن کو خیرباد کہا۔ اس کے بعد انصار کا ذکر کیا گیا اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کی اور جان و مال کے ذریعے جہاد کیا۔ پھر مہاجرین اور انصار دونوں کے درمیان ولایت و نصرت کا تعلق قرار دیا۔ تیسرے ان لوگوں کا ذکر کیا گیا کہ جو ایمان تو لے آئے مگر ہجرت نہ کی۔ ان کیلئے فرمایا گیا کہ دین کے معاملے میں ان کی مدد تم پر واجب ہے۔ یہ اسلامی اخوت اس نئے معاشرے کی ایک قوی ترین بنیاد تھی۔ اسی لئے یہود کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اسلامی معاشرے کو اخوت سے دور کر دینے سے ہی مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پیدا کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے انصار کے دلوں میں قدیم جنگوں کی یاد تازہ کر کے ایک دوسرے سے نفرت پیدا کرنے کی کوشش کی اور اپنی عیارانہ باتوں کے ذریعے زمانہ جاہلیت میں قتل ہونے والوں کا انتقام لینے کا جذبہ بھڑکا دیا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ ان کے درمیان مقام حرہ پر مسلح جھڑپ کے آثار پیدا ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف

لے گئے اور ان کے سامنے سورۃ آل عمران کی آیات تلاوت فرمائیں جن میں اہل ایمان کو اتحاد کا حکم دیا گیا ہے اور ان سے فرمایا :

"میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور تم نے جاہلیت کے نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ اس طرح آپ ﷺ کی بدولت زندگی معمول پر آگئی اور لوگوں نے بھائی چارہ کا عملی مظاہرہ کیا۔ باہم مصافحہ و معانقہ کیا اور جو کچھ ان سے سرزد ہو گیا تھا اس پر شرمندہ ہوئے (۱۶)۔

اس واقعہ سے نئے ارتقاء پذیر معاشرے میں بھائی چارے کی اہمیت' اس کے نفاذ میں دشواری اور اسکی ناگزیری کی وضاحت ہوتی ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اخوت کو دلوں میں جاگزیں کرنے اور اسے منظم کرنے کی طرف توجہ دی اور مواخات کا نظام قائم فرمایا۔ آج بھی ہم اس نظریہ مواخات پر عمل کرتے ہوئے امت مسلمہ کو ایک لڑی میں پرو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

﴿مراجع و مصادر﴾

(۱) قرآن ۱۰۳/۳ (۲) قرآن : ۱۰/۴۹ (۳) الانساب الاشراف۔ البلاذری (دار المعارف مصر طبع اول ۱۹۵۹ء) ج ۱/ص ۲۷۰ (۴) تفسیر المنار۔ رشید رضا (مطبوعہ بیروت) ج ۱/ص ۱۰۶۔ (۵) الروض الانف ۔ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ (سہیلی) مطبع الجمالیہ مصر ۱۳۳۲ھ ج ۲/ ص ۲۵۲ (۶) السیرۃ النبویۃ۔ ابن ہشام (المکتبہ السلفیۃ لاہور ۱۳۷۵ھ) ج ۱/ ص ۸۸ (۷) صحیح البخاری۔ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (مترجمان قاری محمد عادل خان اور قاری محمد فاضل قریشی مکتبہ۔ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور طبع دوم ۱۹۷۹ء باب کیف اخی لنبی بین اصحاب ص ۸۸' عہد نبوی کا مدنی معاشرہ۔ (۸) صحیح بخاری کتاب الصلوۃ' ص ۴۵ (۹) صحیح بخاری باب تعاون المومنین (۱۰) صحیح مسلم۔ امام مسلم بن حجاج (مترجم مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی قرآن محل کراچی) باب تراحم المومنین' ص ۱۳۹۔ (۱۱) صحیح البخاری۔ باب الایمان' ص ۱۲۔ (۱۲) صحیح البخاری' ج ۴/ص ۶۲ (۱۳) موطا امام مالک۔ امام مالک بن انسؒ (المکتبہ الرحیمیہ دیوبند) باب ماجاء حسن الخلق' ص ۲۵۳ (۱۴) (ایضاً) (۱۵) قرآن : ۷۲/۸ (۱۶) تفسیر ابن کثیر' ج ۱/ص ۲۸۹

﴿مضامین نگار حضرات سے درخواست﴾

براہ کرم اپنے گراں قدر مضامین کاغذ کے ایک طرف لکھ کر بھیجیں۔ کھلا کھلا اور خوشخط کر کے لکھیں۔ فوٹو کاپی ہرگز نہ بھجوائیں۔ حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔ (ادارہ)